نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 رمئی 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

گزشتہ ایک خطبے میں میں نے نفس مطمئنہ کا مضمون شروع کیا تھا اور سفر کے دوران چونکہ اور بھی بہت سی باتیں درپیش رہیں اس لئے وقتی طور پر اسے منقطع کرنا پڑا تھا تو خیال تھا کہ واپس لندن پہنچ کر پھر میں ازسرنو اس مضمون کو اٹھاؤں گا لیکن کچھ اور بہت سی ایسی باتیں اس سال کے لئے جمع ہو چکی ہیں جن کا عمومی تذکرہ ضروری ہے۔ پس پہلے میں ان سے فارغ ہوں پھر انشاء اللہ پورے اطمینان کے ساتھ نفس مطمئنہ کی باتیں کریں گے۔ مشکل یہ ہے کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اس سال کے ختم ہونے میں اور صرف چند سال باقی ہیں اس صدی کے ختم ہونے میں۔ کچھ تیاریاں ایسی ہیں جن کا اس سال کے اختتام سے تعلق ہے، کچھ ایسی ہیں جن کا صدی کے اختتام سے تعلق ہے اور اگلی صدی میں دور تک انہوں نے اثر انداز ہونا ہے۔ ان دونوں باتوں کا فکر بھی ہے اور ان میں توازن بھی رکھنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے اب میں اس سال کی ایسی باتیں کروں گا جن کا بالآخر انشاء اللہ اگلی صدی پر ضرور اثر پڑے گا اور وہ ہے تبلیغ کے اور تربیت کے وہ کام جن کا خصوصیت سے تبلیغ سے تعلق ہے۔

جماعت احمدیہ میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں اور وہ باتیں جن کا پہلے خواب وخیال

میں بھی تصور نہیں آ سکتا تھا اب حقیقت کے طور پر ہمیں سامنے رونما ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔ ایک زمانہ تھا، بہت پہلے کی بات ہے کہ میں سوچ کر خواب میں چٹخارے لیا کرتا تھا کہ کبھی ایک لاکھ ایک سال میں بھی احمدی ہوں گے اور اب یہ ایک لاکھ تو لگتا ہے یہ سامنے یونہی پڑے ہیں، سامنے بکھرے پڑے ہیں۔ اب ملینز Millions کی باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ وہ ممالک جہاں چند ہزار کے قصے ہوتے تھے تو بہت فخر سے وہ سر اونچا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں اب سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ اب وہ لاکھوں سے نکل کر Half a Million کی باتیں کر رہے ہیں اس سال آدھا ملین تو ہمارا ہونا چاہئے۔ تو اتنی تیزی سے اللہ تعالیٰ نے پیمانے بدلے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور جس تیزی سے پیمانے بدل رہے ہیں اسی تیزی سے ذمہ داریاں بھی ساتھ بڑھ رہی ہیں اور ساتھ ساتھ مجھے آپ کو بتانا پڑتا ہے، سمجھانا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی فکر کی بات نہیں ہے۔ یہ ذمہ داریاں اگر سلیقے کے ساتھ، قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں گے تو جتنا چاہے معاملہ پھیلتا چلا جائے آپ کی وسعت بھی اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ بڑھائے گا اور ان پھیلتے ہوئے کاموں کو آپ سمیٹنے کی نئی طاقتیں اللہ تعالیٰ سے حاصل کریں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے لئے آپ کو کئی دفعہ، بار بار توجہ دلانی پڑتی ہے۔ خصوصاً جرمنی کے دورے میں جماعت احمدیہ کو مجھے بہت سمجھانا پڑا وہ بعض باتوں میں گھبرا گئے تھے کہ ہم اتنا بڑھ رہے ہیں، اتنا پھیل رہے ہیں کریں گے کیا، سنبھالیں گے کیسے۔ جب ان کو بتایا کہ دیکھو یہ طریقہ ہے سنبھالنے کا تو سارے مطمئن، سب خوش ہوئے اور جنہوں نے عمل کیا ہے وہ رپورٹیں بھیج رہے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ سمجھائی بھی ہوئی ہیں قرآن کریم میں اس کے تذکرے موجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھا دیا۔ پس ساری دنیا کے اصلاح اور تربیت اور تبلیغ کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن اور رسولؐ کی سنت سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے ان کو سلجھانے کی کوشش کریں تو ہو نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء:108) بنایا ہے اسی کی طاقت میں ہے کہ اس دور میں لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (الفتح:29) کے نظارے بھی دکھائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو توفیق بخشے کہ وہ ان وعدوں کو پورا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں جن کا وعدہ محمد

رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا اور جن کے آخرین غلاموں کو خدا نے یہ اعزاز بخشا تھا کہ ان کے ذریعے یہ عظیم الشان وعدے پورے کئے جائیں۔ پس ہونے تو ہیں اور لازماً ہوں گے لیکن سابقہ حساب سے نہیں ہوں گے کہ آج سو کا اضافہ ہوا، کل ہزار کا یا پانچ سو کا۔ وہ دگنے والا حساب ہی ہے جو چلے گا اور اسی سے ہم انشاء اللہ بڑھتی ہوئی دنیا کے قدم روک لیں گے اور ان سے آگے نکل کر ان کو گھیر اڈال سکتے ہیں۔ اگر یہ دگنے کا نظام آپ تبلیغ میں اور تربیت میں نہ چلائیں تو ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی موجودہ تعداد کے باوجود دنیا تو درکنار کسی ایک ملک کو بھی فتح کر سکے۔ پاکستان کی آبادی بھی آپ سے بہت زیادہ آگے نکل چکی ہے اور وہ آپ کو تعداد کے لحاظ سے اس طرح حقارت سے نیچے منہ کر کے دیکھتے ہیں جیسے کوئی کیڑا زمین پر چل رہا ہو اور واقعۃً مولویوں کے دماغ میں جو تکبر ہے وہ اسی وجہ سے ہے آپ چھوٹے، بے معنی، بے حقیقت دکھائی دیتے ہیں ان کو۔ وہ سمجھتے ہیں ایک پاؤں اٹھانے کی بات ہے ہم ان کو کچل دیں گے، حکومتوں میں بڑی بڑی طاقتیں آچکی ہیں، ان کے ہتھیار بدل چکے ہیں، ان کو بیرونی قوتوں کے سہارے حاصل ہیں۔ پس اگر وہ غیر معمولی طور پر مخالفت نہیں کرتے تو ان کی کوئی شرافت نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جس نے ان کے ہاتھ روکے ہوئے ہیں اور اگر شرافت کی وجہ سے ہے تو پھر اللہ ان کو جزا بھی بخشتا ہے۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں کیونکہ شرافت ہو یا نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے کس شرافت کے نتیجے میں بچایا تھا۔ فرعون اور اس کی قوم میں تو کوئی شرافت نہیں تھی۔ انہوں نے تو ہر قیمت پر ان کی پیروی کا فیصلہ کیا تھا ان کو پیچھے سے جا پکڑنے کے عہد باندھ کر نکلے تھے اور بڑی طاقت اور بڑے غیر معمولی دبدبے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چند غلاموں پر جو آپ کے پیچھے چل رہے تھے ان پر حملہ کر کے ان کو نیست و نابود کرنے کے ارادے کئے ہوئے تھے۔ کیا ہوا ان کا۔ وہ دو لہریں جو دونوں طرف سے اٹھی ہیں پہاڑوں کی طرح انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دی۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ (البقرة: 252) یہ مضمون تھا جو سکھایا گیا کہ بعض دفعہ تمہیں مخالفتوں کی بڑی طاقتور پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی لہریں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر خدا ان کو آپس میں ٹکرا دیتا ہے، ان کے سائے تلے سے اپنے معصوم بندوں کو گزار دیتا ہے اور وہ جو دوسرے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان پر جا پڑتی ہیں اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہیں۔ پس وہ باتیں جو خدا نے ظاہری شکل میں یا

ظاہری شکل سے ملتی جلتی صورتوں میں ہمیں قرآن میں دکھا دیں کہ ہم پہلے یہ کرتے رہے ہیں وہی مضامین ہیں جو آگے بڑھیں گے اور آگے بڑھ رہے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کی حفاظت کا، ان لوگوں کی یہ جو جماعت کی دشمنی کا ارادہ کئے بیٹھے ہیں، قسمیں کھائے بیٹھے ہیں، ان کا شرافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی خدا نے جو حفاظت دی ہے بعض مشرکوں کو مشرکوں کے خلاف کھڑا کر دیا اس کو ہاتھ نہیں لگانا، یہ ہماری پناہ میں ہے۔ تو وہ مخالفانہ لہریں تو اپنی ذات میں کوئی رحم نہیں رکھتیں۔ مگر ان کا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپس میں توازن ایسا قائم کرنا یہ اعجاز ہوا کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی طائف سے واپسی پر ایک مشرک سردار نے اپنی حفاظت کا اعلان کر کے پناہ دی اور وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع تھا اور مشرکوں کو مشرکوں سے لڑا کر حضرت موسیٰؑ کی طرح بیچ سے ایک راہ نکالی جا رہی تھی اس لئے اس میں کوئی بھی مضائقہ نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی حفاظت کے لئے انسان کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے نتیجے میں آپ کو یاد رکھنا ہوگا کہ پاکستان میں بھی اور پاکستان سے باہر بھی آپ کی حفاظت خدا فرما رہا ہے لیکن جہاں شرافت دکھائی دے اور شرافت کو اللہ تعالیٰ استعمال فرماتا ہے وہاں ہماری شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے جو ممکن ہے دعائیں بھی کریں اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ بھی دنیا کے طور پر ہم کر سکتے ہیں وہ کرنا چاہئے۔ پس ایسے ممالک پاکستان کے علاوہ بھی ہیں جہاں بعض مذہبی امور کے وزیر جن کو سعودی عرب سے دنیاوی طاقت ملتی ہے اور مالی طور پر بھی ان کو طاقت عطا ہوتی ہے وہ انصاف کے معاملے میں جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے ان احمدیوں کو کہا ہے کہ بالکل فکر نہ کرو ہم جانتے ہیں کہ آپ سچے لوگ ہیں اس لئے جو کچھ بھی سیاسی تقاضے ہوں ہم آپ کے ساتھ آپ کی مدد پر ہمیشہ تیار رہیں گے اور کسی فساد کو اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیں گے اور اسی طرح وہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں۔ میرے ساتھ بھی بعضوں کے رابطے ہیں اور میں ان کو حیرت سے دیکھتا ہوں دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہماری حفاظت کے لئے انہی لوگوں میں سے نیک نفس لوگوں کو کھڑا کر دیا ہے اور ان کے لئے پھر ہم دعائیں کرتے ہیں پھر وہ بعض دفعہ اپنے حق میں ان کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ تو اس طرح عالمی طور پر خدا تعالیٰ کے جو فضل جاری ہو رہے ہیں ان کو سمیٹنے کے انتظام بھی اللہ کر رہا ہے۔ اس کی حفاظت کے بغیر ہمیں ایک لمحہ

کی بھی کوئی حفاظت حاصل نہیں ۔ ہر جگہ ہمیں ملیا میٹ کیا جاسکتا ہے، ہماری کوئی طاقت نہیں ۔

جو پہلی نصیحت ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہمیں دنیا کی طاقتیں ملنے والی ہیں مگر ان طاقتوں سے میں خوف کھا رہا ہوں ۔ ان کو اس طرح حرص کی نظر سے نہیں دیکھ رہا جیسے آپ کے ذہن میں خیال ہوگا کہ ہم بعض ملکوں میں طاقت حاصل کر لیں گے ۔ مجھے ان طاقتوں سے ڈر ہے کہ کہیں ان طاقتوں کے سہارے نہ ڈھونڈنے لگیں ۔ کہیں آپ کے دماغ میں یہ کیڑا نہ داخل ہو جائے کہ اب تو ہم اتنے طاقتور ہو گئے ہیں، حکومتیں ہمارے ساتھ ہیں اب ہمیں کیا پرواہ ہے ۔ تو وہ وقت ہے سر جھکانے کا، وہ وقت ہے خدا کی توحید کے گانے گانے کا ۔ وہ وقت ہے کہ خدا کے حضور ہم سجدہ کریں اور انکار کر دیں ان طاقتوں کا جو بظاہر آپ کے لئے ہی قائم کی گئی ہیں ۔ ان معنوں میں انکار کر دیں کہ اے خدا ہمیں ان پر کوئی بھروسہ نہیں ۔ جب یہ نہیں تھیں اس وقت تو نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے تو نے ہمیں بڑھایا ہے اب یہ ہیں تو ان کے ہونے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم تیرے بندے ہیں تیرے ہی رہیں گے ۔ پس ان طاقتوں کو اور جھکا اپنی توحید کے سامنے، یہ تیری شان ہے ۔ مگر ہمارے دماغ میں ایک ذرہ بھی اس تکبر اور غرور کا کیڑا نہ گھسنے دے کہ ہم سمجھیں کہ اب تو فلاں ملک بھی احمدی ہو گیا ہے اور فلاں ملک بھی احمدی ہو گیا ہے اب ہم دیکھیں گے کوئی ہماری مخالفت کیسے کرتا ہے ۔ یہی ملک جو احمدی ہوں گے ان سے خطرات درپیش ہوں گے ۔ یہاں سیاست اور مذہب کے آپس کے توازن میں کئی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے ۔ خلافت سے ان علاقوں کے تعلق کے سلسلے میں کئی مسائل درپیش ہوں گے اور بہت الجھنیں ہیں ان سے ہمیں گزرنا ہے اس لئے یہ خیال کہ ہمارا کوئی ایسا راستہ ہے جس کے بعد پھر سیدھا سادھا دور کے ستھرا رستہ شروع ہو جائے گا اور رستے کے مشکلات کے پتھر ہٹا دئے جائیں گے یہ بالکل غلط خیال ہے ۔

یاد رکھیں خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہو چکے ہوتے ۔ وہ مشکلات ہی ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ کو اس طرح ظالمانہ طور پر دیکھتی ہیں گویا آپ کو کھا جائیں گی ۔ یہی مشکلات اور ان کا یہ رویہ ہے جو آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتا ہے آپ اس کی طرف دوڑتے ہیں ۔ پس یہ آپ کی حفاظت کر رہی ہیں آپ کو تقویٰ عطا کر رہی ہیں ۔ آپ کو مزید ترقیات ان

مشکلات کی وجہ سے اس طرح ملتی ہیں کہ جب آپ ان سے نہیں ڈرتے اور اللہ کا خوف رکھتے ہیں تو اس خوف سے دشمنی کی بجائے فیض کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

آج ہماری سوال و جواب کی جو اردو مجلس تھی اس میں ایک دوست نے اسی قسم کا ایک سوال کیا اس کو میں نے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ جماعت احمدیہ کی کوئی ایسی ترقی ہوگی کہ جس کے بعد یہ مشکلات ہٹ جائیں گی۔ ترقی کے نتیجے میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ہم ان آزمائشوں پہ اس طرح پورے اتریں کہ ہمارے سر مزید جھکتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ اقرار کرنے لگیں کہ آج جو تو نے ہمیں ترقی کی جزاء دی ہے ہم اس پر تیرا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ ہم ان طاقتوں کا احترام تو کرتے ہیں کیونکہ تیری بناء پر ہمیں ملی ہیں لیکن ان پر بناء نہیں کرتے۔ بناء تجھ پر ہے۔ اگر یہ کریں گے تو خدا کا یہ قانون آپ کے حق میں لازماً جاری ہوگا۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراھیم:8) کہ یاد رکھو اگر تم میرا شکریہ ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔

ان صاحب کا سوال تو اس طرح ہوا تھا کہ اتنے خدا کے فضل ہو رہے ہیں اب پتا نہیں ہم شکر ادا کرتے بھی ہیں کہ نہیں۔ ہم کیسے اپنے آپ کو شکر پر آمادہ کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا بات کر رہے ہیں آپ شکر نہ کرتے تو یہ ترقیات کیسے نصیب ہوتیں کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت نے یہ سمجھایا ہے کہ تم اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں ترقیات دوں گا اگر ترقیات دے رہا ہے تو لازماً شکر کرتے ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ایک سمندر کی لہروں کی طرح اٹھا ہے اور سارے جزیرہ عرب کو اس میں غرق کر دیا یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا شکر تھا، ساری ساری رات آپ کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور جتنے فضل بڑھتے تھے اتنا شکر اور بڑھتا چلا جاتا تھا۔ تو خدا نے تو دکھا دیا کہ ایک شکر کرنے والا بندہ تھا۔ ایک بندے کے شکر نے اتنے فیض عطا کئے تھے لیکن اسی کے شکر کا فیض ہے جو آج ہم کھا رہے ہیں اور اسی کے شکر کا فیض ہے جس نے ہمیں شکر کے سلیقے بخشے۔

پس یہ یقین کر کے اس راہ پہ آگے بڑھیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ خدا کے ایک ایسے شکر گزار بندے تھے کبھی کائنات نے ایسا شکر گزار بندہ نہیں دیکھا۔ جتنی ترقیات عطا ہوئی ہیں اس شکر کو

قبول کرنے کے نتیجے میں ہوئی ہیں اور اب از سرنو جو یہ دور چلا ہے اب بھی شکر کی قبولیت کا دور ہے۔ آپ کو جو توفیق مل رہی ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے مل رہی ہے۔ پس اپنے شکر کو بڑھائیں، اپنے شکر کی حفاظت کریں۔ جب آپ شکر کی حفاظت کریں گے تو دنیا کی طاقتیں آپ کو معمولی دکھائی دیں گی۔ وہ اتفاقاً حادثات ہیں جو شکر کے نتیجے میں آپ کے قدموں پہ گرائے گئے ہیں۔

وہ اس قابل نہیں کہ آپ ان کے قدموں میں گریں۔ پس دنیا کی طاقتوں کو کوئی اہمیت اس پہلو سے نہ دیں کہ گویا وہ آپ کا سہارا ہیں۔ اس پہلو سے اہمیت دیں کہ آپ کے قدموں کا فیض ہیں وہ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے شکر کو قبول کیا ہے جو یہ طاقتیں آپ کو عطا کیں پھر ابھی سے ان کے لئے دعائیں شروع کریں اور ابھی سے جہاں جہاں یہ تجربے ہو رہے ہیں وہاں ان کی حفاظت کے، ان کی تربیت کے وہ سارے سامان کریں جو آپ کے دماغ میں آسکتے ہیں اور پوری کوشش کر دیکھیں کیونکہ ان لوگوں نے بڑی تیزی سے آگے بڑھنا ہے اور پھیلنا ہے۔ جب یہ سیاست میں تبدیل ہوں گے تو بڑی نرم خو اور گداز پہلو رکھنے والی قومیں ہیں ان سے سیاست ابھرے گی تو بڑے خوفناک چہرے اس سے ظاہر ہوں گے۔ پس میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں اور آئندہ صدی میں یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں یہ وہاں بھی اثر انداز ہونے والی ہیں لیکن آئندہ جو دو تین ماہ رہ گئے ہیں ان کے حوالے سے میں آپ کو اب سمجھا تا ہوں کہ دیکھو ایسے ملک ہیں جہاں خدا کے فضل سے اس قسم کی رفتاروں میں تیزی آ رہی ہے ان ممالک میں سے بعض لوگوں نے ان ترقیات کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھا اور نئے آنے والوں نے اپنی کوششوں پر بناء کی، مگر ان کو میں نے سمجھایا، ان سے لمبی گفتگوئیں ہوئیں۔

ایک ایسے ہی ملک کے نمائندے تھے جن کو میں بار بار یہ سمجھا تا رہا کہ دیکھیں آپ طاقتور ہیں مجھے پتا ہے مگر جب احمدیت قبول کر کے آپ ثابت قدمی دکھائیں گے تو یہ طاقتیں آپ کو کچھ بھی کام نہیں دیں گی، مخالفت اور حسد کی لو اٹھے گی اور آپ کو دبائے گی۔ اس وقت صرف اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر انحصار اور یہ عزم آپ کے کام آئے گا کہ ہم نے اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا اور دعائیں کام آئیں گی۔ وہ ساری باتیں میری سنتے تھے اور چونکہ دنیا سے نکل کے آئے تھے، دنیا کی سیاستوں کے اپنی طرف سے مالک بنے بیٹھے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سیاست کے سرچشموں پر ہم قابض لوگ

ہیں وہ ہو کون سکتا ہے جو ہمیں ان سر چشموں سے جدا کر کے الگ کرے۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ آپ کن باتوں میں پل رہے ہیں حضرت صالحؑ کو اس چشمے سے کس نے ہٹایا تھا جس چشمے کے سرداروں میں آپ شامل تھے اور قوم اقرار کرتی تھی کہ اے صالح تو ہمارے بڑے لوگوں میں سے ہے۔ مگر جب خدا کی خاطر آپ اللہ تعالیٰ سے وفا کرتے ہوئے قوم سے الگ ہوئے تو قوم نے ان کو چھوڑ دیا بلکہ اسی سر چشمے پر حملہ کیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں جو وہاں سے پانی پیا کرتی تھی۔ تو طرح طرح سے ان کو سمجھایا کہ دیکھو اپنی طاقت پر انحصار نہ کرنا۔ بہت بڑی کامیابیاں بظاہر اللہ نے عطا فرمائی ہیں مگر ان کی حفاظت اسی طرح ہوگی جس طرح میں بتا رہا ہوں اور وہ سنتے تھے اور کئی ان میں سے سر جھکاتے تھے ادب سے اور آخر پر میں یہ دیکھتا تھا کہ ان باتوں کا احترام اپنی جگہ لیکن اپنی بڑائی کا یقین الگ اور چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس کو ہم نیکی کے رستے پر استعمال کریں گے اس لئے وہ اس سے گھبراتے نہیں تھے۔ میں نے ان کے مبلغ کو بعد میں بھی توجہ دلائی۔ میں نے کہا دیکھو یہ میں نے محسوس کر لیا ہے، مجھے فکر ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ چنانچہ ویسے ہی واقعات رونما ہوئے۔ جہاں سب سے زیادہ توقعات تھیں بیعتوں کی وہاں سب سے کم نکلیں کیونکہ سیاسی لحاظ سے ان کی مخالفت ہوئی اور مخالف دھڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب انہوں نے ان کی سیاست پر حملہ کیا جس کی پناہ میں وہ تھے اس سیاست نے ان کو کوئی پناہ نہیں دی۔

پس یہ وہ بات ہے جسے سمجھانے کی ضرورت ہے باقی کسی ملک میں ان غلطیوں کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ یہ لکھتے ہیں کہ فلاں جگہ ہمیں اتنے بڑے بڑے چیف مل گئے، اتنے ملک کے بادشاہ مل گئے اتنے ممبرز پارلیمنٹ مل گئے تو آپ کی تحریر میں بعض دفعہ ان کی بڑائی کا اس طرح ذکر ملتا ہے جو شکر سے الگ گویا ان کو خدا کے مقابل پر بت بنا رہا ہو۔ پس یہ میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں ترقی پانے والے ممالک کو کہ ہرگز ان کو وہ اہمیت نہ دیں جو ان کو بت بنا دے۔ ان کی عزت کریں، ان کا احترام کریں۔ آنحضرت ﷺ آنے والوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے لئے بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر وہ عزت اس بناء پر نہیں تھی کہ گویا ان سے محمد رسول اللہ ﷺ وابستہ ہیں۔ اس بناء پر تھی کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے وابستہ رہیں گے تو عزت پائیں گے۔ ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے۔

پس پہلی بات جو اس سال کے تعلق میں اور آئندہ صدی پر اثر انداز ہونے والی میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ یہ بات ہے کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقیات مل رہی ہیں۔ ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے اور سمجھائے یہ طاقتیں تمہارے کوڑی کی بھی کام نہیں آئیں گی اگر تم نے ان طاقتوں کو خدا کے حضور سجدہ ریز نہ رکھا اور سہارا خدا کا نہ سمجھا، ان کو سمجھ لیا۔ اگر تم نے ان کو سہارا سمجھا تو تمہارے سہارے ٹوٹ جائیں گے اور پھر تمہاری طاقتیں ہمارے کسی کام بھی نہیں آئیں گی۔ ہوسکتا ہے یہی طاقتیں عالمی جمعیت کی راہ میں حائل ہو جائیں اور فتنے پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ ہوسکتا ہے نئی قومیں جو زیادہ طاقت کے ساتھ جماعت میں داخل ہوں وہ اٹھ کھڑی ہوں اور وہ کہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے ایک مرکز کی اطاعت کرنے کی۔ ہم نظام جماعت کو سمجھ رہے ہیں، ہم احمدیت کو جانتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور یہی ہمارے لئے کافی ہے اس لئے کوئی ضرورت نہیں کہ ایک نظام سے بندھے رہیں اور اس قسم کے فتنے وہاں ضرور اٹھیں گے۔ آپ دیکھنا آج نہیں تو کل ایسے فتنے اٹھائے جائیں گے۔ آج ان کی سرکوبی کے سامان کریں تب آپ خدا کی آنکھ سے دیکھ رہے ہوں گے جو تقویٰ کی آنکھ ہے۔ اس لئے حرص کے ساتھ ان پر نظر نہ ڈالیں، خوف سے نظر ڈالیں۔ تکبر کے ساتھ نہیں، رحم کے ساتھ نظر ڈالیں۔ دیکھیں کہ ان لوگوں بیچاروں کو کیا کیا مصیبتیں آنے والی ہیں اور اس کا حل ابھی سے کریں۔ جو سب سے بڑا حل یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں۔ جو بھی ان میں سے خدا کے ساتھ باندھا گیا اس کی حفاظت آپ نہیں کریں گے، اللہ کرے گا اور اسی طریق سے قوموں کی حفاظت ہوا کرتی ہے۔ کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے اور اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے ابھی سے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا تربیتی اجلاسوں کی اور تربیتی کلاسز کہتے ہیں انگریزی میں مگر اردو میں بھی یہ لفظ جاری ہو گیا ہے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے۔ جن ممالک میں عمدگی سے ہوا ہے وہ لکھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

جرمنی کے دورے میں بھی میں نے یہی محسوس کیا کہ جہاں نئے آنے والوں میں سے آدمی چنے گئے اور ان کو تربیت دے کر اپنی قوم کے لئے مقرر کیا گیا وہاں غیر معمولی طور پر خدا کے فضل سے برکت نصیب ہوئی۔ صرف تربیت کے لحاظ سے نہیں تبلیغ کے لحاظ سے بھی۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ

کرنے کا نیا جوش پیدا ہوا۔ ان کو سلیقہ آیا کیسے قوم کو سنبھالا جاتا ہے۔ احمدیت سے ذاتی وابستگی کے ساتھ جب ان کو بتایا گیا کہ دیکھو ہر مشکل میں دعا کرنی ہے اور دیکھنا اللہ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے تو جہاں جہاں اللہ نے مدد فرمائی ان کے حوصلے پہلے سے بہت بڑھ گئے۔ تو وہاں بھی یعنی جرمنی میں بھی کامیابی اسی بنیادی بات کو نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی تھی۔ پس اسی لئے میں نے وہاں بھی یہ کہا کہ کوئی نئی بات نہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ قرآن کریم نے سکھائی ہوئی ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہوں گی تو اس وقت ان میں سے کچھ لوگ ضرور سفر کر کے مدینے پہنچیں اور وہاں تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں پھیل جائیں اور وہاں جا کر وہی تربیت کی باتیں آگے کریں۔ اس قرآنی تعلیم میں بہت گہری حکمت ہے۔ میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کس طرح اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا کا معلم بنا کر ساری دنیا کو رام کرنے کا طریقہ بھی ساتھ ہی سکھا دیا۔ جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی ہی رہتا ہے۔ جب ان میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد پیغام کی نمائندگی خود اپنی قوم میں کرنے لگتے ہیں تو تب وہ پیغام بیرونی نہیں رہا کرتا۔

اب جہاں بھی میں نے دیکھا ہے وہاں بوسنین ہوں یا البانین ہوں یا دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ جہاں ان لوگوں نے خود ہمارے اس تربیتی نظام سے فائدہ اٹھا کر اپنی قوم میں احمدیت کو جاری کرنے کا ارادہ کیا، غیر معمولی برکت ملی۔ عربوں کو جب عربوں سے آواز آئی ہے کہ ہاں یہ ہو رہا ہے، یہ ہونا چاہئے تو عربوں نے اس کے مقابل پر اس میں فوری طور پر لبیک کہا۔ جب تک پاکستانی عربوں کو پیغام دیتے رہتے تھے قبول تو کر لیتے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ یہ اور لوگ ہیں، ہم اور لوگ ہیں لیکن عربوں میں ایسے ہیں خدا کے فضل کے ساتھ جن کا دور دور تک اثر ہے کیونکہ انہوں نے احمدیت کو سچا سمجھا، تقویٰ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ سے ان کا پیار کا تعلق ہوا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت بخشی۔ چنانچہ وہی بات عرب، عربوں سے سنتے ہیں جو پہلے پاکستانیوں سے سنا کرتے تھے اور عربوں سے سنتے ہیں تو اپنے گھر کی باتیں معلوم ہوتی ہیں، بہت مثبت ردعمل دکھاتے ہیں۔

چنانچہ بعض علاقوں میں مثلاً مشرقی برلن اوراس کے ساتھ تعلق رکھنے والے علاقوں میں ایسے ہی بعض مخلص عرب ہمیں عطا ہوئے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ اوران کے پیغام کا ایسا اثر ہے کہ اسی سال میں اب تک تین سو سے زائد عربوں کی بیعتیں ہو چکی ہیں اور وہ آگے پھران سے سیکھ رہے ہیں اور آگے بات کو بڑھا رہے ہیں۔ان میں غیر معمولی خدا کے فضل کے ساتھ احمدیت سے لگاؤ اور وابستگی پیدا ہورہی ہے۔تو صرف بوسنین کی بات نہیں،صرف البانین کی بات نہیں، ہرقوم میں جہاں بھی اس نسخے کو آزمایا گیا ہے جو میں آپ کو پھر سمجھا رہا ہوں، میرا نسخہ نہیں قرآن کریم کا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ ہمیشہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ان لوگوں میں سے آدمی چنیں،ان کو سمجھائیں۔

اب مدینے والی بات آج کے ماحول میں سمجھنی چاہئے۔ مدینے سے مراد یہ تو نہیں کہ اب ربوہ، مدینہ بنا ہماری ہجرت کا یا لندن مدینہ بن گیا ثانوی حیثیت سے،تو ساری دنیا سے لوگ یہاں اکٹھے ہوں۔ یہاں بھی جب توفیق ملتی ہے تو اکٹھے ہوتے ہیں اوراس کا اپنا فیض پاتے ہیں مگر مدینے سے مراد ہر ملک کا مرکز اوراس مرکز سے تربیت یافتہ لوگ جہاں بھی پہنچ کر ڈیرہ لگاتے ہیں وہاں مدینہ بن جاتا ہے۔پس یہ ناممکن ہے کہ سب لوگ جرمنی میں فرینکفورٹ پہنچیں مگر فرینکفورٹ والوں کو یہ توفیق ہے کہ وہ مختلف مراکز میں پہنچیں۔ وہاں ہمارے مربی ہیں وہ ان مقامی لوگوں کی تربیت کریں اور پھر آگے تربیت کی کلاسز میں وہی ساتھ شامل ہوں جو مقامی لوگ ہیں اوران کی آپس میں دوڑیں کروائی جائیں۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آئندہ دو ماہ جو رہ گئے ہیں ان میں کثرت کے ساتھ استعمال کریں اور پیش نظر رکھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی اب تک کی تبلیغ کو دگنا بھی کرسکتا ہے، زیادہ بھی کر سکتا ہے جب وہ چاہے۔

مگر جوں جوں جلسے کا وقت قریب آرہا ہے اسی نسبت سے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو بڑھانے کی ضرورت ہے اور یہ وہ ترکیب ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ساری دنیا کے احمدیوں کو جہاں بھی وہ ہیں اس کو پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے استعمال کریں لیکن پہلی بات جو کہی تھی وہ شرط ہے اس کی کامیابی کی۔اگر اس بڑھنے کے نتیجے میں آپ کو تکبر عطا ہونے کی بجائے عاجزی ملی ہے تو یہ نسخے ضرور کام کریں گے۔اگر تکبر کا کوئی کیڑا آپ کے دماغ میں داخل ہو گیا ہے تو یہ نسخہ بالکل بے کار جائے گا،اس کو استعمال کر کے دیکھ لیں، آپ کی تربیتی کلاسز کو کچھ بھی برکت نصیب نہیں ہوگی۔ پس

اس وقت میں اس کو استعمال کریں تو بقیہ وقت میں آپ کی رفتار پہلے سے بہت بڑھ جائے گی اور رفتار کو اب اس طرح بڑھانا ہے کہ تربیت ساتھ ساتھ اسی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہو اور اس کے لئے یہ ترکیب ہے کہ ہر قوم کے آدمیوں کو فوری طور پر معلم بنانے کی طرف توجہ کریں۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی قوم میں پیغام رسانی کریں اور جانے سے پہلے آپ سے یہ عہد کر جائیں کہ اب ہم نے اپنی تعداد کو دگنا، تگنا، چوگنا بڑھانا ضرور ہے اور یہ بھی تربیت کا حصہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جوں جوں ترقی ہوگی، ترقی اپنی ترقی کے سامان خود ہی کرتی چلی جائے گی اور شرط وہی ہے کہ عجز بڑھ رہا ہو، دعاؤں پر انحصار بڑھ رہا ہو۔

جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابیاں عطا فرمائی ہیں وہاں کے مربی بھی، وہاں کے کارکن بھی دن بدن زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں اور یاد رکھیں کہ ان دنیاوی لوگوں میں ہماری کوئی پناہ نہیں ہے، یہ ہماری پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ ان کو پناہ دیں اور اسی پناہ کے نتیجے میں اللہ آپ کو پناہ دے گا۔ ان کو پناہ دیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی پناہ، ان کو پناہ دیں قرآن کریم کی تعلیم کی پناہ اور یہ پناہیں ان کو عطا کر دیں تو پھر دیکھیں ساری دنیا کی پناہ کا یہ موجب بن جائیں گے، اپنی قوم کو بھی پناہیں دیں گے اور باقی دنیا کو بھی پناہ دیں گے۔ پس یہ دوسری بات ہے جس کو آپ پلے باندھ لیں اور محنت کے ساتھ اس کام میں آگے بڑھیں۔

تیسری چیز جس کا میں ذکر عمومی طور پر پہلے کرتا رہا ہوں آج بھی میں نے اپنی مجلس میں کیا تھا وہ ہے فیض کا پہنچانا۔ یہ جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے اور فیض پہنچانے کے کئی طریق ہیں۔ کچھ طریق تو ایسے ہیں جہاں بعض جگہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بعض قومیں غربت اور مصائب کا شکار ہو چکی ہیں وہاں مالی طور پر بھی ہمیں جو توفیق ہے ضرور ان کے لئے خرچ کرنا ہوگا لیکن ایسی قومیں کم ہیں۔ بہت ایسی ہیں جو اس قسم کی مالی امداد کی ضرورت مند نہیں ہیں مگر اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کے لئے جماعت کو ضرور مدد کرنی ہوگی۔ چنانچہ جن قوموں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کو جرمنی کی خوشحالی کی وجہ سے جو غریب ملکوں سے آکر جرمنی میں بسے تھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اب وہ چندے دے رہے ہیں اور پورے جوش سے نہیں تو کسی حد تک مالی نظام کا حصہ بن گئے ہیں لیکن بعض ان میں سے ایسے

بھی ہیں جو جوش میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ پاکستانیوں کو جو پیدائشی احمدی تھے پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور مالی قربانی میں اور آگے بڑھ رہے ہیں۔

تو فیق کا جہاں تک تعلق ہے دو طرح کے فیض ہیں۔ مالی قربانی کی توفیق بخشنا یہ سب سے بڑا فیض ہے اور مالی قربانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی روزمرہ کی ضرورتیں پوری کرنا یہ نسبتاً ادنیٰ درجے کا فیض ہے اور اس فرق کو میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جب تک ان باریک باتوں کو آپ نہیں سمجھیں گے آپ کو یہ بھی پتا نہیں چلے گا کہ فیض کیسے کرنا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی غریب کو پیسے دے دئے یہی فیض ہے۔ یہ فیض نہیں۔ اس سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اس کو عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **الید العلیا خیر من الید السفلی**، **الید العلیا** جو اوپر کا ہاتھ ہے وہ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ آپ نچلے ہاتھ والے کو فیض کیوں دے رہے ہیں اوپر والے ہاتھ کا فیض کیوں نہیں پہلے دیتے اور یہ فیض غربت میں بھی عطا ہو جاتا ہے۔ عظیم الشان فیض ہے، جس کی کوئی حد نہیں ہے، اگر اس طرح جاری کریں جس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے غلاموں میں جاری فرمایا۔ وہ اصحاب الصفہ جو مسجد کے تھڑوں پر پل رہے تھے غربت سے بعض دفعہ ایک ایک، دو دو، تین تین دن کی روٹی نصیب نہیں ہوتی تھی، جب آنحضرت ﷺ نے **الید العلیا** کے فیض کی باتیں کیں تو جنگلوں میں نکل گئے، کلہاڑیاں لے کر لکڑیاں کاٹیں، ان کو بیچ کر جو ہاتھ آیا وہ غریبوں میں تقسیم کیا۔ آنحضرت ﷺ کی شان دیکھو فقیروں کو بادشاہ بنا دیا، غریبوں کو عزت نفس بخشی اور ان کو بتایا کہ تم احسان کرنے والے ہو غربت میں بھی احسان کر سکتے ہو۔

تو سب سے پہلے یہ احسان کریں غریب قوموں کو عزت نفس بخشیں اور یہ حال ساری دنیا میں برابر چل رہا ہے۔ ہندوستان میں جو تھروں کے علاقے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی ہو رہے ہیں۔ میں ان کو لکھتا ہوں کہ ان کی مسجد کی ضرورتیں پوری کرنے میں آپ مدد کریں بے شک کریں اور ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے سکیمیں بنائیں مگر ان کے امیر کو بھی، ان کے غریب کو بھی خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرنے والا ضرور بنا دیں۔ یہ آپ کا سب سے بڑا احسان ہے جو ان پر ہوگا جو آئندہ نسلیں سنبھالیں گی۔ ورنہ اگر آپ نے صرف ان کی غربت دور کرنے کے لئے پیسے تقسیم کئے یا آٹا تقسیم کیا تو آج ان کی ایک غربت دور ہو رہی ہوگی۔ ایک اور غربت

میں مبتلا ہو جائیں گے۔ان کی روحیں غلام بن جائیں گی ان کی روحوں کو ہمیشہ بھکاری بن کے ہاتھ آگے بڑھانے کی عادت بن جائے گی۔ان کی اگلی نسلیں کس کام کی ہوں گی ،احمدیت کے کس کام آئیں گی۔

پس تیسرا حصہ جو نصیحت کا ہے وہ فیض سے تعلق رکھتا ہے اپنے فیض کو عام کریں اور وہ فیض رساں بنیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے۔اپنے غلاموں میں فیض رساں پیدا کر دئے اور ان کی غربت ان کی فیض رسانی کی راہ میں حائل نہیں ہوئی بلکہ ایسے بھی تھے جن کو دنیا نصیب ہوئی اور اپنے ہاتھوں سے بانٹ کر غریب ہو گئے اور غریبی میں بھی فیض جاری رکھے۔تو جو نئی قومیں آرہی ہیں اگر آپ ان کو یہ فیض بخشیں تو آپ دیکھیں ان کے سر ایک پہلو سے خدا کے حضور جھکیں گے دوسرے پہلو سے دنیا کے سامنے سر بلند بھی ہوں گے، اپنے وجود کے سامنے سر بلند ہوں گے۔وہ اپنے نفس سے کوئی شرمندگی محسوس نہیں کریں گے۔ان کا وہ حال نہیں ہوگا جو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب تم ان کو کچھ خیرات ڈالتے ہو تو ان کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔وہ لوگوں کو خیرات دیں گے اور شرم سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کی یاد سے ان کی آنکھیں اٹھیں گی اور وہی سجدہ ریز ہوں گی۔اپنی ان حالتوں پہ شکر کریں گے اور شکر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ بڑھاتا چلا جائے گا۔پس یہ احسان کا یہ پہلو ہے جس کو اول طور پر اپنے سامنے رکھیں۔

پھر دوسرا پہلو اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا بھی ہے جو ہماری ذمہ داری ہے۔دوسرا پہلو بھوک کو جب وہ کاٹتی ہو اس وقت مٹانے کا پہلو ہے جس کی قرآن نے الگ تلقین فرمائی ہے اور اس کا تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ یاد رکھیں جب میں یہ نصیحت کرتا ہوں تو تبلیغ سے جوڑ کر اس کو نہیں کرنا۔بھوکا تو بھوکا ہے خواہ وہ ہندو بھوکا ہو یا سکھ بھوکا ہو یا مسلمان بھوکا ہو یا عیسائی بھوکا ہو۔بھوکے سے اس طرح برتاؤ کریں جیسے حضرت محمد مصطفی ﷺ بھوکوں سے برتاؤ کیا کرتے تھے اور نبوت سے پہلے بھی کیا کرتے تھے بلکہ وہی برتاؤ تھا جس نے آپ کے شعلہ نور کو ایک ایسا نور بنا دیا جس پر آسمان سے بھی نور نازل ہوا ہے۔حضور اکرم ﷺ کا نبوت سے بہت پہلے کا یہ حال تھا کہ جو کچھ ہوتا تھا غریبوں میں تقسیم کر دیا۔حضرت خدیجہؓ سے جو کچھ پایا آپ نے پوچھا کہ تم مجھے اس طرح دے رہی ہو کہ واقعۃً مجھے مالک بنا رہی ہو اتنی بڑی دولت کا۔انہوں نے کہا ہاں میرے آقا یہی ہے میرا مقصد، آپ اس کے مالک ہیں۔آپ نے کہا اچھا اگر میں مالک ہوں تو میں ساری دولت تقسیم کر دوں گا۔

انہوں نے سر جھکایا، تائید کی۔ یہی وجہ ہے کہ آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کو یاد کرتے رہے، یاد کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ کیسی عظیم بیوی تھی۔ اپنے خاوند کو اپنا سب کچھ پیش کیا اور اس کامل یقین کے ساتھ کیا کہ اب یہ واقعۃً مالک ہے جو چاہے گا اس سے کرے گا اور خیر ہی کرے گا اور میں اس کے ساتھ ہوں، پھر آخر عمر تک وفا کی۔

پس اس قسم کا فیض آپ دنیا میں جاری کریں یعنی غریبوں کے لئے غربت میں محسن بن جائیں اس بناء پر نہیں کہ اگر آپ غربت کا ازالہ کریں گے تو وہ احمدی ہو جائیں گے۔ جو غربت کے ازالے کی خاطر احمدی ہوا کرتے ہیں۔ وہ پھر لمبا عرصہ احمدی رہا نہیں کرتے۔ آج مطلب ہوا کل مطلب ختم ہو گیا۔ پس اس غربت کے ازالے کو مؤلفة القلوب کے مضمون سے ملائیں نہیں۔ یہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔ الگ الگ مضمون اس لئے ہیں کہ تالیف قلب کی شرط یہ ہے کہ نئے آنے والے لوگ اپنے دلوں کی تالیف کے لئے کچھ زیادہ احسان چاہتے ہیں، وہ احسان کا سلوک کرو اور یہ احسان اگر سچا ہو اور حقیقی ہو آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق ہو تو تھوڑی دیر کے بعد یہ احسان کے محتاج رہتے ہی نہیں۔ یہ مؤلفة القلوب ایک دو سال کی باتیں ہیں۔

یہ غربت کا دور کرنا جس میں مذہب کی قبولیت آپ کی نیت میں داخل ہو وہ تالیف قلب نہیں ہے کیونکہ وہاں چند سال کے بعد ان کی نچلے ہاتھ کی عادت ہو جائے گی۔ ایسی قوموں کو سنبھالنے کے لئے آپ کو پھر مسلسل پیسے دینے پڑتے ہیں۔ جہاں پیسے روکے وہاں یہ مرتد ہو گئے یا مرتد نہ ہوئے تو احمدیت میں دلچسپی چھوڑ دی۔ تو ساری باریک راہیں جو آپ کو لازماً سمجھانی ہیں کیونکہ ان راہوں پر آپ نے چل کر بہت آگے بڑھنا ہے۔ تو جہاں فیض کا دوسرا پہلو اختیار کریں وہاں ان دو چیزوں میں فرق کریں۔ غربت کے خلاف جہاد جہاں توفیق ہے، طاقت ہے وہاں دو طریق سے کریں اور اس میں مذہب کو بیچ میں دخل نہ دینے دیں۔ مذہب کو دخل دینے کا مضمون بھی آئے گا لیکن وہ اقرباء والے مضمون میں داخل ہے اس کی بات میں بعد میں کروں گا۔

پہلی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جب آپ غربت دور کریں، فاقہ دور کریں جیسے زائر میں ہو رہا ہے یا آج کل سیرالیون میں بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اور بہت سے ممالک ہیں جو غربت اور فاقوں کا شکار ہیں وہاں فاقوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ کو اس سے کوئی غرض نہیں کوئی دہریہ ہے

یا مومن ہے، بندہ خدا کا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہے اور اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم میرے بندے ہو تو میرے بندوں کی خدمت کرو۔ پس جتنی توفیق ہے وہ کریں اور وہاں بھی ساتھ ساتھ دوسرا پہلو یہ پیش نظر رکھیں کہ ان لوگوں کو اگر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش ممکن ہے تو اس کو فوقیت دیں۔ انگلستان میں ایسی ایک تحریک چل رہی ہے اس میں بھی ہم حصہ لے سکتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ہدایت کی تھی کہ میرے اور میرے سب بچوں کی طرف سے اس کا ممبر بن جانا چاہئے ہمیں۔ امید ہے مبارک ظفر صاحب نے جو میرے ذاتی اکاؤنٹس کو بھی سنبھال رہے ہیں انہوں نے اس پر عمل کیا ہوگا مگر اگر بھول گئے ہیں تو اب فوراً کریں۔ وہ سکیم یہ ہے کہ تین پاؤنڈ غالباً یا کچھ لگ بھگ رقم فی مہینہ دینی پڑتی ہے اور یہ جو انجمن بنی ہوئی ہے یہ غریب ملکوں میں پیسے نہیں بانٹتی ، گندم نہیں بانٹتی بلکہ ان ذرائع کو مہیا کرتی ہے جن کے ذریعے وہ خود گندم پیدا کر سکیں۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے جن کے ذریعہ وہ خود اپنے لئے پانی نکال سکیں زمین سے۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے، وہ طریقے سکھاتی ہے جن کے ذریعے وہ اپنے لئے چاول پیدا کر سکیں۔ تو ایک بہت باعزت اور عظمت والی تحریک ہے اور میں اس سے بہت متاثر ہوں کیونکہ میرے نزدیک اسلام کی تعلیم کا ایک چھوٹا سا شوشہ ہے جو انہوں نے ازخود اختیار کر لیا ہے کیونکہ اسلام یہی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ میں آنحضرت ﷺ کے حوالے سے بارہا آپ کے سامنے یہ مضمون کھولتا چلا جا رہا ہوں۔

پس جماعت احمدیہ کو بھی اس قسم کی تحریکات کو اپنے اپنے ملکوں میں جاری کرنا چاہئے۔ جہاں غربت کو آپ کی ضرورت ہے، جہاں غربت کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے اور سب سے زیادہ دردناک حالت غربت کی قرآن کریم یہی بیان فرماتا ہے

اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ ﴿۱۵﴾ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ﴿۱۶﴾ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ (البلد:15 تا 17)۔ تو ذَا مَتۡرَبَۃٍ کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ سے مراد وہ ہیں جن کے اقرباء ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور اقرباء خیال نہیں رکھ رہے۔ پس آپ کو آگے بڑھ کر ان کے اقرباء بننا ہوگا اور ' ذی متربہ ' وہ لوگ ہیں جن کی ٹانگیں جواب دے گئی ہیں، ان میں کھڑے ہونے کی طاقت ہی نہیں رہی ، وہ مٹی میں مل گئے ہیں۔ نہ ان کی عزت کا کوئی خیال رہا ہے۔ وہ مجبور ہیں بھیک مانگنے پر اپنی بقاء کے لئے ، وہ مجبور ہیں

کہ لوگ ان پر رحم کریں ان کی جھولی میں کچھ ڈالیں۔ان کا علاج یہ ہے کہ ان مٹی میں گرے پڑوں کو اٹھائیں اور اپنی ٹانگوں پر کھڑا کریں، ان کو ٹانگیں دیں۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس دوسرے حصے میں میں آپ کے سامنے کھول رہا ہوں کہ یہ فیض بھی جماعت احمدیہ نے ضرور دینا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ براہ راست ان چیزوں میں حصہ نہیں لے سکتی وہاں اس قسم کی دوسری تحریکوں سے جیسا کہ انگلستان میں چل رہی ہے اور میں نے عرض کیا تھا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے پیغام دے دیا تھا مبارک ظفر صاحب کو کہ مجھے اور میرے بچوں کو اس میں شامل کر لیں۔ جہاں دوسرے احمدی شامل ہو سکتے ہیں اپنے اپنے ملکوں میں وہ بے شک ان میں ہوں کیونکہ اگرچہ یہ تحریک مسلمان نہیں ہے مگر کام وہ کر رہی ہے جو مسلمانوں کو کرنے چاہئیں اور جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے یہ اس ذریعے سے عیسائیت نہیں پھیلاتے کیونکہ صرف انسانی قدریں ہیں جن کے پیش نظر یہ کام کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ان سے تعاون کرنا بھی عین قرآن کے مقاصد کے مطابق ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:3) میں اور کیا باتیں ہیں۔ نیکی کے معاملات میں جب ہم غیروں سے توقع رکھتے ہیں وہ ہم سے تعاون کریں تو ہم کیوں نہ ان سے تعاون کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو یہ پھر ہم غیروں سے بھی توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو انگلستان والے بھی اور دوسری جگہ بھی جن کو بھی توفیق ہے وہ ایسی تحریکوں میں بھی شامل ہوں جو خالصۃً للہ خدا کے بندوں کی خدمت کرنے والی تحریکیں ہیں اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت کو توفیق ہے وہ اس نوعیت کی تحریکیں بنائیں اور ایسے لوگ ملیں گے آپ کو بوڑھے وغیرہ جو دوسرے کاموں میں مصروف نہ ہوں ان کو الگ اس کام کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ جگہ جگہ وہ ایسی تحریکات چلائیں جن میں صرف احمدی کا داخل ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ بات جو خاص طور پر آپ کو سمجھانے والی ہے کیونکہ اگر آپ نے اس کام کے لئے صرف احمدی ڈھونڈے اول تو آپ کی طاقت تھوڑی رہ جائے گی کیونکہ سارا ملک غریب پڑا ہے وہاں چند احمدی سارے ملک کی ضرورتیں کیسے پوری کریں گے اور اگر کریں گے بھی تو جماعت کی عالمی ضرورتوں پر اس کا بد اثر پڑے گا جو اپنی جگہ بہت ہی اہم ہیں۔ خدا کے بندے کو ملانا یہ بندے کے زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے یعنی دنیا میں زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے۔ تو باقی عالمی تحریکات جو اسلام کے تقاضے پورے کر رہی ہیں ان کی گردن پر چھری پھیر کر مادی

ضروریات کو پورا نہیں کرنا، ساتھ ساتھ پورا کرنا ہے۔اس لئے اس کی میں آپ کو ترکیب سمجھا رہا ہوں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خصوصیت سے ملک نے شرافت دکھائی ہے اور احمدیت میں داخل ہو رہا ہے وہاں ان کی تکلیفیں دور کرنے میں ایک یہ قدم بھی اٹھائیں اور ایسی تحریکات جاری کریں جس میں اس ملک کے بڑے لوگ، صاحب حیثیت لوگ جن بے چاروں کو یہ نہیں پتا کہ انہوں نے خرچ کیسے کرنا ہے اپنی دولت کو اور کیسے ابدی مزے حاصل کرنے ہیں آپ سربراہ بنیں، ان کو منظّم کریں اور ان سے کہیں کہ تم آگے بڑھو اور خدمت کرو اپنے غریبوں کی اور یہ طریق ہو اس کا کہ ہر جگہ ان کو صاحب حیثیت بناؤ۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں تا کہ ہمیشہ ان کا ہاتھ تمہاری طرف نہ بڑھے بلکہ لوگوں کے ہاتھ ان کی طرف اٹھنے شروع ہو جائیں۔

یہ وہ جو مضمون ہے دوسرا پہلو یہ میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں جماعتوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ براہ راست آپ کو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا لیکن بالواسطہ ایک فائدہ ضرور پہنچے گا اور ضرور پہنچتا ہے کیونکہ یہ بندے جو باعزت بندے خدا کے بنتے ہیں جو آگے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں یہ جب احمدی ہوں گے تو آپ کے لئے بہت زیادہ مفید وجود بنیں گے۔کوئی نسبت ہی نہیں ان میں اور ان لوگوں میں جو بھیڑ بکریوں کی طرح بعض دفعہ اپنے سرداروں کو احمدی ہوتا دیکھتے ہیں تو احمدی ہو جاتے ہیں ان کو سنبھالنا ضروری ہے۔ان میں انسانی قدریں پیدا کرنا ضروری ہے، ان کی تربیت کرنا بڑا لمبا کام ہے۔

تو وہ کام جو بعد میں کرنا ہے ابھی یہیں کیوں نہیں شروع کر دیتے اور اس کام میں غیر آپ کا مددگار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہی کاموں کی طرف اللہ تعالیٰ جب توجہ دلاتا ہے تو قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کرواتا ہے۔ قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران :65) کہ اے اہل کتاب!، اے یہودیو! آؤ ہم تمہیں قدر مشترک کی طرف بلاتے ہیں اور جس قدر مشترک کی طرف بلایا وہ توحید باری تعالیٰ ہے اور توحید ہی کے یہ تقاضے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔توحید باری تعالیٰ کی طرف بلائیں گے تو خدا کے بندوں کی طرف بلانا لازمی حصہ ہے ورنہ خدا اور بندوں کے درمیان توحید قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ پہلے بندوں کو خدا کی توحید کی طرف بلائیں، ان کے دلوں کو خالص کریں اور اس توحید کے نام پر ان

سے مدد مانگیں پھر ان کو سمجھائیں کہ اس توحید کا تقاضا ہے کہ جس نے کل عالم کے بندے پیدا کئے ان کا خیال پیدا کرنے والے کی وجہ سے کرو۔ ان کی خدمت اس لئے کرو کہ خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور اس نے انسان کو اختیار بخش دیا ہے کہ چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے۔ مگر اللہ اسی کا بنے گا جو ضرورتیں پوری کرے گا کیونکہ وہ خدا نہیں بن رہا۔

تو اس پہلو سے ان تحریکات میں مذہبی رنگ بھی دیں لیکن احمدیت کی طرف بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسلام انہی باتوں کی طرف بلا رہا ہے اور اسلام کا نام بھی نہیں لے گا۔ قُلْ يَآَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اے اہل کتاب ہم تمہیں اب اس لئے نہیں بلا رہے اپنی طرف کہ اپنے مذاہب کو ترک کر دو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ہم اس لئے بلا رہے ہیں کہ اسلام کا اعلیٰ مقصد توحید کا قیام ہے اور تم بھی یہی دعویٰ کرتے ہو خواہ توحید کو قائم کرو یا نہ کرو تمہاری زبان کے دعوے یہی ہیں۔ یہودیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے اور عیسائیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے۔ آگے توحید کو پھاڑیں یہ الگ مسئلہ ہے۔ مگر قرآن کریم نے وہاں ہاتھ ڈالا جہاں مٹھی اکٹھی تھی۔ جب وہ مٹھی جھاڑو کے تنکے بن جاتی ہے تو پھر پھیل جاتی ہے تو اس کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھا دیا ہے ان قوموں کو اس نام پر جب آپ تحریک کریں گے کہ آؤ غریبوں کی خدمت میں ہم اکٹھے ہوتے ہیں تو یہاں خدائے واحد کا نام لینا نہ بھولیں ورنہ آپ کی یہ محنتیں فائدہ تو دیں گی مگر اس فائدے کو زیادہ بہتر بھی تو بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ہی چیز کی تھوڑے داموں میں زیادہ قیمت وصول کی جا سکتی ہے۔

تو اپنی ان کوششوں کے نتیجے میں ان کو بھی توحید کی طرف بلائیں اور ان سے جو کام لیں اس کے نتیجے میں جن پر یہ فیض جاری کریں ان کو بھی خدائے واحد کا حوالہ ضرور دیں کہ ہم جو تمہاری خاطر کام کر رہے ہیں اس لئے کہ تم اسی خدا کے بندے ہو جس کے سب دنیا والے بندے ہیں اس لئے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ تمہاری خدمت کی جائے۔ یہ احساس اگر آپ پیدا کر دیں تو یہ ساری تنظیمیں ایسی ہوں گی جو دن بدن خدا کی طرف زیادہ توجہ دیں گی۔ عبادت میں ترقی کریں گی اور روحانیت میں ترقی کریں گی اور ان کا فیض وہ ہے جو آپ کی طرف سے پہنچے گا اور پھر آپ کو بھی پہنچے گا۔ یہ فیض کی عجیب بات ہوتی ہے۔ یہ لوٹ کر آیا کرتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمن: 61)

قرآن کریم نے ایک ایک چھوٹی چھوٹی آیت میں عظیم الشان دائمی حکمتوں کے مضمون بیان فرما دیئے ہیں۔ یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے تم فیض کرو گے فیض، فیض کی خاطر تو یہ خیال نہ کرنا کہ وہ ڈوب جائے گا، وہ لوٹ کر آئے گا۔ جس طرح تم شکر جب کرتے ہو تو میں بھی تو اس شکر کو لوٹاتا ہوں۔ میں نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے گویا خدا کہہ رہا ہے کہ اے میرے بندو! یہ بات میں نے فطرت انسانی میں داخل کر دی ہے کہ تم جب ان سے احسان کا معاملہ کرتے ہو تو حقیقۃً ان کا دل بھی چاہتا ہے وہ تم سے احسان کا معاملہ کریں یعنی اس سے بھی بڑھ کر جو تم نے ان پر کیا اور اس طرح یہ سلسلے دراز ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پس جو آئندہ دو تین ماہ باقی ہیں ان میں خصوصیت کے ساتھ ان نصیحتوں کی طرف متوجہ ہوں امیر ممالک بھی اور غریب ممالک بھی اور اس سلسلے میں باقی باتیں آئندہ انشاء اللہ آپ سے اور بھی کروں گا لیکن اس وقت آپ کو خصوصیت سے متوجہ کر رہا ہوں کہ بقیہ دو سال میں آپ نے اپنی یہی کمائی کھانی ہے۔ جتنا زیادہ احسان کریں گے اتنا ہی آپ پر احسان ہوگا۔ جتنا زیادہ شکر کریں گے اتنا اللہ آپ پر شکر کرے گا اور کوئی دنیا کی طاقت آپ کے قدم روک نہیں سکتی۔ وہ مولوی بیچارے کیا چیز ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہے۔ بڑ بولے ہمیں پھاڑتے پھاڑتے آپ پھٹنے شروع ہوئے۔ اتنا پھٹ رہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہر تقسیم آگے پھر تقسیم ہو رہی ہے اور وہ جو دعائیں تھیں **اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا** آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کا کوئی علاج نہیں کر سکتے، پھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ ختم نبوت کی تنظیم جس نے اعلان کیا تھا کہ ہم اب لعنتیں ڈالیں گے وہ آپ پھٹ گئے یہاں۔ آگے ان کی مسجدیں پھٹ گئیں کہاں اکٹھے رہ سکیں گے۔ پس ان کا پھٹنا ہی آپ کی توحید کا نشان بن رہا ہے یہ پھٹ رہے ہیں آپ نہیں پھٹ رہے اس لئے کہ آپ کا خدا کی توحید سے تعلق ہے۔ ایسے کڑے پر آپ نے ہاتھ ڈالا ہے کہ لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرۃ: 257) اس کا ٹوٹنا ممکن ہی نہیں ہے۔ پس اپنے نفس کی توحید کی حفاظت کریں اس توحید کو جاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور اس تقدیر الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین